

## سوم یار نبی(ص) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ

<?xml encoding="UTF-8?>

ہمارے ہاں بسند معتبر یہ روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خوشا حال اس کا مجھے دیکھے اور مجھ پر ایمان لائے یہی ارشاد سات مرتبہ فرمایا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضور اکرم(ص) کے بارہ اصحاب ایسے تھے۔ مدینہ کے آٹھ ہزار، مکہ کے دو ہزار اور دو ہزار آزاد کنندہ لوگ کہ ان میں کوئی قدری المذہب نہ تھا۔ جو خداوند کے جبر کا قائل ہو۔ اور نہ ہی ان میں کوئی مرجی تھا جو یہ کہتا ہو کہ ہر شخص کا ایمان ایک ہی قسم (درجہ) کا ہے اور نہ کوئی حروری تھا جو امیر المومنین علیہ السلام کو ناسزا کہتا ہو اور نہ کوئی معتزلی تھا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا کو بندوں کے اعمال میں کوئی عمل دخل نہیں اور یہ حضرات اللہ کے دین کے بارے میں اپنی طرف سے (قیاس سے) کوئی بات نہ کہتے تھے۔ یہ اصحاب دن رات گریہ زاری کرتے تھے اور بارگاہ ربّانی میں دعا کرتے تھے کہ خداوند تعالیٰ ہماری روحوں کو قبض کر لے اس سے پہلے کہ ہمارے کان شہادت سبط رسول امام حسین علیہ السلام کی خبر سنیں۔

سید الاولیاء امام المتقین قائد ثقل دوم امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں میں تم کو تمہارے رسول کے اصحاب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کو گالی مت دو۔ برا نہ کہو۔ اور یاد رکھو تمہارے پیغمبر کے اصحاب وہ اشخاص

ہیں جنہوں نے وفات رسول (ص) کے بعد نہ ہی کوئی بدعت کی اور نہ ہی کسی بدعت کرنے والے کی اعانت فرمائی یا اس کو پناہ دی بے شک میرے رسول (ص) نے مجھے اپنے ایسے اصحاب کے بارے میں سفارش (محبت) فرمائی ہے۔

اس وقت میری حیرت کی انتہا ہوجاتی ہے جب ہمارے مخالفین میں یہ گالی دیتے ہیں کہ ہم صحابہ کی تعظیم نہیں کرتے ہیں جب ہماری کتابوں میں اصحاب رسول کے ابواب فضائل و مناقب کو اگر یکجا کیا جائے یہ ایک دفتر بن جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک اصحاب رسول کا مرتبہ ایسا ہے کہ اللہ نے ان ہی پاک بازوں اور راست روش ہستیوں کی خیرات اس زمین کو قائم کیا۔ اور ان ہی کے خدمات جلیلہ کے طفیل اہل زمین کو روزی ملتی ہے۔ ان کے ہی کسب ہائے کمال اور کردار ہائے پر جمال کی بدولت بارہا رحمت برستی ہے۔ ان ہی متقی و مومن اصحاب رسول کے کارہائے فضیلہ کے انعام و صدقہ میں ہم خاٹی لوگوں کی مدد ہوتی ہے۔ اور یہ بات محض لفاظی نہیں بلکہ ارشاد مولائے کائنات سے مصدّقہ ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

سات وسیلے :-

"زمین سات اشخاص کے واسطے پیدا کی گئی ہے جن کے سبب سے اہل زمین روزی پاتے ہیں اور ان ہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے انہی کی برکت سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے۔ اور وہ ابوذر، سلمان، مقداد، عمار، حذیفہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں اس کے بعد حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا میں (علی) ان کا امام اور پیشوا ہوں۔ اور یہی وہ لوگ

ہیں جو فاطمہ زہراء کی میت پر نماز کے لئے حاضر تھے (حیات القلوب:- علامہ مجلسی مؤلف حیات القلوب کے نزدیک حضرت عبدا لله بن مسعود کا معاملہ مشتبہ ہے۔ تاہم ابن مسعود کا راجح ہونا تسلیم شدہ امر ہے) ہم شیعیان اہل بیت کو اس بات پر فخر و ناز ہے کہ ہم نے کرسی اقتدار کو کبھی جھک کر سلام نہیں کیا ہے بلکہ ہم نے ہمیشہ ان مردان مومنین کی راہوں میں اپنی آنکھیں بچھائیں ہیں جو دنیا کی نظروں میں فقیر و حقیر دکھائی دیتے تھے لیکن ہماری نگاہوں نے پہچان لیا کہ یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جن کی نگاہ ایمان کو تقدیر پر تبدیل کردینے کی قدرت حاصل ہے۔ اغیار نے تاج و تخت اور حکومت سب کچھ سمجھ لیا اور لاٹھی کی بھینس بن گئے مگر ہم نے ان سے لولگائی جن کو ظاہر اور باطن ہر طرح سے درجہ بدرجہ اقتدار و اختیار منجانب خدا و رسول (ص) حاصل تھا۔ ایسے ہی عظیم المرتبت حضرات میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ کو امتیازی مقام وافتخاری درجہ حاصل ہے۔

### مثیل میکائیل :-

اللہ اللہ ! سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اس یار جانثار کا تعارف اس انداز میں کراتے ہیں ۔  
ارشاد فرماتے ہیں کہ

"جبریل خداوند کی جانب سے مجھے (رسول اللہ کو) خبر دے رہے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! سلمان اور مقداد آپس میں بھائی بھائی ہیں جو تمہاری محبت اور تمہارے بھائی ،وصی اور تمہارے برگزیدہ علی علیہ السلام کی مؤدت میں خالص ہیں۔ اور یہ دونوں حضرات تمہارے حلقہ اصحاب میں جبرئیل ومیکائیل کے مانند

ہیں۔ جیسے وہ ملائکہ میں ہیں (جو مرتبہ ودرجہ فرشتوں میں ان کو حاصل ہے) سلمان اور مقداد رضی اللہ عنہما اس کے دشمن ہیں جو ان میں کسی کا دشمن ہے (جبرئیل ومکائیل کا) اور اس کے دوست ہیں جو ان سے دوستی رکھتا ہو اور محمد وعلی علیہما الصلوٰۃ والسلام کو دوست رکھتا ہو۔ اور (یہ دونوں) اس کے بھی دشمن ہیں جو محمد و علی علیہما الصلوٰۃ والسلام کو دشمن رکھتا ہو۔ اگر اہل زمین سلمان اور مقداد کو دوست رکھیں محض اس لئے کہ وہ محمد وعلی علیہما الصلوٰۃ والسلام کو دوست رکھتے ہیں اور ان کے دوستوں کو دوست اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھتے ہیں جس طرح کہ ان کو آسمانوں کے حجابات اور عرش وکرسی کے فرشتے رکھتے ہیں تو یقیناً خدا ان میں سے کسی پر کسی طرح کا عذاب نہ کرتا۔ (تفسیر امام حسن عسکری سورہ بقرہ ص 97-98 بحوالہ حیات القلوب)

ارشاد پیغمبر (ص) کے مطابق میکائیل صحابی رسول حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کے لئے یہ اعزاز بھی ایک خصوصی تمغہ خدمت ہے کہ آپ کو سرکار دوعالم (ص) کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ،سے مروی ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام رسالت مآب کے غسل وکفن سے فارغ ہوئے اور مجھے (سلمان کو) ابوذر ، مقداد رضی اللہ عنہ ،فاطمہ ،حسن اور حسین علیہم السلام کو بلایا۔ خود (علی) آگے کھڑے ہوئے اور ہم نے حضرات امیر کے پیچھے صف باندھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز پڑھی (اسی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ اسی حجرے میں موجود تھیں مگر جبرئیل نے ان کی آنکھوں کو) (دست غیب سے) نند رکھا تھا وہ ہم کو نہ دیکھ سکیں ۔

## جنت کا اشتیاق:-

کتب فریقین میں معمولی فرق کے ساتھ یہ حدیث مرقوم ہے اور شہرت کی حامل ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جنت چار اشخاص کی مشتاق ہے۔ ہر فریق نے ان چار حضرات میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ، کو شامل کیا ہے چنانچہ سید ابن طاوؤس نے بطریق مخالفین ایک روایت بیان کی ہے کہ -

انس بن مالک سے میروی ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میری امت میں سے چار شخصوں کی مشتاق ہے۔ آنحضرت (ص) کا رعب مانع ہوا کہ میں (انس) حضرت سے دریافت کروں کہ وہ کون لوگ ہیں۔ میں حضرت ابوبکر کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آپ (ابوبکر) حضرت سے دریافت کیجئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں ان چاروں اشخاص میں اگر نہ ہوا تو بنی تمیم مجھ کو سرزنش کریں گے۔ یہ سن کر میں حضرت عمر کے پاس گیا ان سے کہا کہ میں ان چار اشخاص میں اگر نہ ہوا تو بنی عدی مجھ کو طعنہ دیں گے۔ پھر میں (انس) حضرت عثمان کے پاس گیا اور ان (عثمان) سے خواہش کی کہ وہ دریافت کریں۔ انہوں نے بھی کہا کہ اگر میں ان میں سے نہ ہوا تو بنی امیہ مجھ کو ملامت کریں گے۔ آخر میں حضرت علی کی خدمت میں گیا۔ حضرت باغ میں پانی دے رہے تھے۔ میں نے کہا کہ رسول خدا (ص) نے فرمایا ہے کہ بہشت چار اشخاص کی مشتاق ہے میں (انس) آپ سے التماس کرتا ہوں کہ حضرت سے دریافت فرمائیے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ان سے پوچھوں گا۔ میں (علی) اگر ان چار شخصوں میں ہوا تو خدا کا شکر کروں گا اور اگر ان میں میرا شمار نہ ہوا تو خدا سے سوال کروں گا کہ مجھے ان میں سے قرار دے۔ اور میں ان (چاروں) کو دوست رکھوں گا۔ غرض حضرت علی علیہ السلام روانہ ہوئے اور میں (انس) بھی ان کے ساتھ چلا۔ جب آنحضرت (ص) کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ حضور (ص)

کا سراقہ دحیہ کلبی کی گود میں ہے جب دحیہ کلبی نے امیر المؤمنین کو دیکھا۔ تعظیم کے لئے اٹھے اور ان کو سلام کیا اور کہا لو اپنے پسر عم کے سر کو اے امیر المومنین کہ تم مجھ سے زیادہ سزاوار ہو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے اور اپنا سر علی علیہ السلام کی گود میں دیکھا تو فرمایا اے علی علیہ السلام شاید تم کسی حاجت کے لئے آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ جب میں یہاں آیا تو دیکھا کہ آپ کا سر مبارک دحیہ کلبی کی گود میں تھا۔ تو وہ اٹھے اور مجھے سلام کر کے بولے کہ اپنے پسر عم کے سر کو گود میں لو حضرت (ص) نے فرمایا کہ تم نے پہچانا کہ وہ کون تھے۔؟ عرض کی دحیہ کلبی تھے حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جنہوں نے تم کو امیر المومنین کہا جناب امیر نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ انس (بن مالک) نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ بہشت میری امت میں سے چار شخصوں کی مشتاق ہے لہذا فرمائیے کہ وہ کون کون ہیں۔

حضرت نے جناب امیر علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور تین مرتبہ فرمایا کہ تم (علی) ان میں سے پہلے ہو۔ جناب امیر نے عرض کی میرے باپ ماں آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ اور وہ تین اشخاص کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا وہ مقداد، سلمان اور ابوذر رضی اللہ عنہم ہیں۔

## محفوظ عن الشک :-

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حضرات مقداد، سلمان، اور ابوذر رضی اللہ عنہم تینوں ایسے

اصحاب تھے جن کے دلوں میں مطلق شک داخل نہ ہوا۔ محرر حقیر کہتا ہے کہ سراپا یقین تھے۔

### حور مقدودة:-

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضور (ص) کی وفات کے بعد گھر سے نکلا تو راستہ میں امیر المومنین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جناب امیر نے فرمایا جاؤ جناب فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کے پاس ان کو بہشت سے کچھ تحفہ آیا ہے اور وہ تم کو بھی اس میں سے کچھ عطا کرنے کی خواہش رکھتی ہیں یہ سنکر میں ان مخدومہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ شاہزادی نے فرمایا۔ کل میں اسی مقام پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دروازہ بند تھا میں غمگین و محزون تھی اور سوچ رہی تھی کہ ہم وحی الہی سے محروم ہو گئے۔ اور ہمارے گھر میں فرشتوں کی آمد و رفت بند ہو گئی اچانک دروازہ کھلا اور تین لڑکیاں اندر داخل ہوئیں کہ ان سے زیادہ حسین و جمیل اور نازک و رعنائی میں بہتر اور خشبودار کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ ان کو دیکھا تو میں اٹھ کھڑی ہوئی اور پوچھا تم اہل مکہ سے ہو یا مدینہ کی رہنے والی ہو۔ وہ بولیں۔ اے بنت رسول (س) ہم اہل زمین سے نہیں ہیں۔ ہم آپ کی زیارت کے لئے بے حد مشتاق تھیں۔ ان میں سے بڑی جو مجھے معلوم ہوئی میں نے ان سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا "مقدودة"

میں نے پوچھا کس سبب سے یہ نام رکھا گیا؟ اس نے کہا اس لئے کہ مقداد بن اسود کے لئے خلق کی گئی ہوں " (حیات القلوب)

مجھے افسوس ہے کہ اہل قلم مسلمانوں کے قلم کی نبیس (Nibs) اسی لوہے سے تیار ہوتی رہیں جس سے بے گناہ خون سے آلودہ تلواریں بنی تھیں اسی لئے ان لوگوں کے حالات و مناقب کو ہمیشہ قلم انداز کیا گیا جن کو ارباب حکومت اپنے مخالفین تصور کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ زمانہ رسول (ص) میں اعزاز یافتہ اور محفل نبی (ص) کے معتمد مصاحب کی اقدار رسول (ص) کی آنکھ بند ہوتے ہی پامال ہونا شروع ہو گئیں اور زنانہ کی ریت یا رسم دنیا کے مطابق لوگوں نے ارباب سلطنت کے ترانے بڑھی دھوم سے گائے اور اصحاب اخیار سے خیرہ چشمی برتی۔ باوجود ان اندوہناک حالات اور اوپر آشوب اوقات کے یہ قدرت کا احسان ہے کہ پھر بھی کوئلوں کی کانوں سے وافر مقدار میں جواہر دستیاب ہو جائے ہیں جن کی آب و تاب ایک ہدایت کی روشنی میں اضافہ کرتی ہے تو دوسری طرف گمراہی کی انکھیں چند یادیتی ہے۔ حضرت مقداد کا امتیازی مقام اور ان کی منفرد شخصیت کا اندازہ آپ اس بات سے کرسکتے ہیں کہ اسلام کی پہلی جنگ غزوہ بدر میں ان کو شرکت کا اعزاز حاصل تھا اور طبقات ابن سعد کے مطابق آپ وہ واحد مجاہد تھے جو لشکر اسلام میں گھوڑا سوار تھے۔ چنانچہ ابن سعد لکھتے ہیں کہ۔

"مقداد بن عمرو سے مروی ہے کہ یوم بدر میرے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام "سجہ" تھا علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ یوم بدر میں سوائے مقداد بن عمرو کے ہم میں سے کوئی سوار نہ تھا۔ (طبقات ابن سعد حصہ سوم ص 315)

صاحب طبقات تحریر کرتے ہیں کہ "قاسم بن عبد الرحمان سے مروی ہے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے جس شخص کو اس کے

گھوڑے نے دوڑایا وہ مقداد بن الاسود ہیں" (طبقات ابن سعد حصہ سوم ص 315)

لیکن افسوس ہے کہ اول معرکہ حق و باطل میں اول گھوڑا دوڑانے والے اس مجاہد کے کارہائے نمایاں کی کتاب

"ذہبیہ" کو بعد کے جارج لشکر وں کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی دھول سے اس قدر ڈھانپ گیا ہے کہ آج حق و باطل کی شناخت میں مٹی کی نہیں ایک سدراہ دیوار بن کر نمودار ہو چکی ہیں اور محققین کے لئے اس کو عبور کرنا جان جوکھوں کی مہم بن گیا ہے تاہم ہمت مردان مدد ے خدا۔ اگر نیک نیتی سے کوشش کی جائے تو بفضل خدا یہ ریت کی دیوار یں صرف ایک نعرہ حیدری کی پھونک سے اڑ جاتی ہیں اور تمام حقائق شفاف آئنے کی مانند سامنے آ جاتے ہیں۔

### مختصر حالات:-

حضرت مقداد کے فضائل بیان کرنے کے لئے عمر خضر بھی کافی نہ ہوگی علماء کی رائے یہ ہے کہ صحابہ میں ان کے بلند مرتبہ کے برابر سلمان اور ابوذر کے بعد کوئی نہیں ہے۔ محمد بن سعد کی تحقیق کے مطابق ان کی کنیت ابو سعید تھی اور شجرہ یہ تھا۔

ابن تغلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرفہ بن عمرو بن سعد ابن دہیر لوئی بن ثعلبہ بن مالک بن الشریذ ابی ابون بن فائش ابن دریم بن القیس بن ابود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاۃ کنیت ابو سعید تھی۔ زمانہ جاہلیت میں اسود بن یغوث الزہری سے معاہدہ حلف کیا۔ انہوں نے ان کو متبنی بنا لیا اور انہیں مقداد بن الاسود کہا جاتا تھا جب قرآن نازل ہوا کہ "ادعوہم لاباءہم" (لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارو) تو مقداد بن عمرو کہا جانے لگا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ وہ مرد بن ثعلبہ بن مطرود بن عمرو کنندی کے بیٹے تھے بعض نے کہا ہے وہ قبیلہ قضاۃ سے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت کے رہنے والے تھے۔ چونکہ ان کے والد قبیلہ کندہ سے ہم سوگند ہو گئے تھے اسی لئے اس قبیلہ سے منسوب ہو گئے تھے۔ علامہ ابن عبدالبر کے مطابق آپ اسود بن یغوث زہری کے غلام تھے اور چونکہ اسود نے ان کو فرزندگی میں لے لیا اس وجہ سے مقداد کو ان کی طرف منسوب کر دیا گیا۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سابق الا سلام اصحاب میں سے تھے اور انکا اسلام قدیم تھا۔ وہ اسلام کے بہت جری اور نڈر مجاہد تھے۔ ابو سفیان نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت مقداد وہ خوش بخت اللہ کے سپاہی تھے کہ جسے ان کے گھوڑے نے سب سے پہلے راہ خدا میں درڑایا۔ (طبقات ابن سعد)

عبد اللہ سے مروی ہے کہ میں (راوی) مقداد کے مشہد میں موجود تھا۔ البتہ مجھے ان کا ساتھی ہونا اس سے زیادہ پسند ہے کہ جس سے ہٹایا گیا وہ مشرکین بدر پر بد دعا کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ہم لوگ آپ سے وہ بات نہ کہیں گے جو قوم موسیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہی ک آپ کا رب اور آپ جائیے اور آپ دونوں قتال کیجئے ہم لوگ یہیں بیٹھے ہیں۔ ہم لوگ آپ کے داہنے اور بائیں آگے اور پیچھے

جنگ کریں گے۔ میں (راوی) نے دیکھا کہ نبی کا چہرہ اس بات سے روشن ہو گیا اور اس بات نے آپ کو مسرور کر دیا۔ یہ اظہار حضرت مقداد کے جذبہ جہاد اور شوق شہادت کی کیفیت بیان کرنے کے لئے کافی ہے۔ آپ غزوات بدر۔ احد و خندق اور تمام مشاہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان خاص اصحاب میں سے تھے جو تیر انداز تھے آپ تیر اندازی میں مشہور اور امہارت یافتہ تھے۔ رسول کریم کی قربت خاص حاصل تھی یہاں تک کہ حضور نے ضابطہ بنت زبیر عبد المطلب

سے آپ کا نکاح کردیا تھا (طبقات ابن سعد)

ابن بابویہ نے بسند معتبر امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جبرائیل آنحضرت پر نازل ہوئے اور کہا یا رسول اللہ آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور فرمایا ہے کہ باکرہ لڑکیاں درخت پر پھلوں کی مانند ہیں۔ جب درختوں پر پھل تیار ہوجاتے ہیں تو ان کا علاج سوائے توڑ کر استعمال کرنے کے کوئی نہیں۔ اگر ان کو استعمال نہ کروگے تو ہوا ان کو خراب کردے گی۔ اور سورج بے کار کردے گی اسی طرح کنواری لڑکیاں جب بالغ ہوجاتی ہیں تو ان کا علاج شوہر کے سوا کچھ نہیں اگر ایسا نہ ہوتو فتنہ وفساد سے ان کا محفوظ رہنا ممکن نہیں۔ یہ سنکر آنحضرت منبر پر تشریف لے گئے۔ اور لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور ان کو آگاہ کیا اس سے جو کچھ خدا نے ان کو حکم دیا تھا تو لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ہم اپنی لڑکیوں کو کس کے ساتھ تزویج کریں۔ فرمایا ان کے کفو اور برابر والے لوگوں کے ساتھ پوچھا ان کے کفو کون لوگ ہیں۔ حضور نے فرمایا مومنین آپس میں ایک دوسرے کے کفو اور ہمسر ہیں۔ یہ فرما کر منبر سے نیچے تشریف لائے اور ضباعۃ کو مقداد ابن اسود کے ساتھ تزویج فرمایا کہ میں نے اپنے چچا کی بیٹی کو مقداد سے اس لئے تزویج کردیا کہ نکاح پست ہو یعنی لوگ کفو کے بارے میں حسب و نسب کا خیال نہ کریں بلکہ ہر مومن کو رشتہ دے لے کریں۔ ابن سعد نے کریمہ بنت مقداد سے ان کا حلیہ مبارک یوں بیان کیا ہے کہ وہ گندم گوں، لانبے، فراخ شکم، سرمیں بہت بال تھے۔ داڑھی کو زرد رنگتے جو خوبصورت تی نہ بڑی نہ چھوٹی۔ بڑی بڑی آنکھیں۔ پیوستہ آبرو، ناک کا بانسہ بھرا ہوا اور نتھنے تنگ تھے۔

حضرت کلینی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن حضرت عثمان نے جناب مقداد سے کہا کہ میری (عثمان کی) مذمت اور علی کی مدح سے باز آجاؤ۔ ورنہ تم کو تمہارے پہلے آقا کے پاس واپس بھیج دوں گا۔ جب حضرت مقداد کی وفات کاوقت آیا تو انہوں نے حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عثمان کو کہہ دو کہ میں اپنے پہلے آقا کی طرف واپس جارہا ہوں یعنی عالمین کے پروردگار جل شانہ کی جانب۔

## وجہ عتاب حکومت :-

حضرت مقداد مورد عتاب حکومت کیوں رہے۔ اس کا جواب مندرجہ ذیل روایت سے حاصل ہوجاتا ہے کہ شیخ طوسی فرماتے ہیں۔

"جب لوگوں نے عثمان بن عفان سے بیعت کی حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن الرحمان بن عوف (خلیفہ گر عثمان) سے کہا خدا کی قسم آنحضرت (ص) کے اہل بیت (علیہم السلام) پر حضرت کے بعد جو کچھ ہوا اس کی نظیر کہیں نہیں مل پاتی۔ عبد الرحمان نے بے رخی سے کہا کہ تم کو ان کاموں سے کیا واسطہ؟ مقداد نے جواب دیا کہ میں خدا کی قسم ان کو (اہلیت کو) دوست رکھتے تھے اور خدا کی قسم مجھے ان کے حالات دیکھ کر ایسا صدمہ ہوتا ہے جس کا اظہار ممکن نہیں کیونکہ قریش کو کے سبب لوگوں پر شرافت و عزت حاصل ہوئی۔ پھر سب نے ملکر یہ سازش کی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بادشاہی ان کے قبضے سے لے لیں عبد الرحمان نے بپھر کر کہا وائے ہو تم پر واللہ میں نے یہ کوشش تو تم ہی لوگوں کی خاطر کی ہے اور نہیں پسند کیا کہ خلافت علی کے قبضے میں جائے۔

حضرت مقداد نے فرمایا خدا کی قسم تو نے اس شخص کو چھوڑ دیا جو لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے اور عدالت کے ساتھ ان میں حکم جاری فرماتا ہے۔ اللہ کی قسم اگر مجھے مددگار میسر ہوں تو میں یقیناً

قریش سے اسی طرح جنگ کرتا جس طرح بدر واحد کے روز جنگ کی تھی۔ عبد الرحمان نے آگ بگولہ ہو کر کہا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے اے مقداد اس بات کو ترک کر کہ لوگ تم سے نہ سنیں ورنہ فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ خدا کی قسم میں خوف زدہ ہوں کہ تیری باتوں سے لوگوں میں اختلاف اور فساد پیدا ہو جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اس مجلس سے اٹھے تو میں ان کے پاس گیا اور کہا اے مقداد میں تمہارے مددگار وں میں سے ہوں۔ مقداد نے جواب دیا کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ جس امر کا میں ارادہ رکھتا ہوں وہ دویا تین شخصوں سے پورا نہ ہوگا اس کے بعد راوی حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی اور اپنی گفتگو بیان کی۔ جسے سنکر مولائے عالمین نے ان کے لئے دعائے خیر کی۔ اس روایت سے وہ وجوہات از خود منکشف ہوجاتی ہیں جو حضرت مقداد اور حکومت کے درمیان باعث کشمکش رہیں۔

## الف قرآن :-

حضرت صادق آل محمد علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "مقداد بن اسود کا مرتبہ قرآن میں الف کے مرتبہ کے مانند ہے کہ دوسرا حرف اس سے نہیں ملتا۔ اسی طرح کمال میں کوئی دوسرا مقداد کے کمال سے ملحق نہیں ہوتا۔

## خصوصی امتیاز:-

حلقہ اصحاب النبی میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ صحابہ میں کوئی ایسا صاحب نہ تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی حرکت نامناسب نہ کی ہو سوائے مقداد بن اسود کے کیوں کہ ان کا دل حق کی طرفداری میں مثل آہنی ٹکڑوں کے تھا۔ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ یار باوقار ستر یا اسی برس کی عمر میں اس فانی دنیا سے رخصت ہو گیا۔ مدینے سے تین میل دور الحرف میں وفات پائی اور لوگوں نے گردنوں پر لاد کر مدینہ منورہ پہنچایا۔ جنت البقیع میں مدفون ہوئے وجہ وفات میں اختلاف ہے۔ ابی فائد کی روایت کے مطابق روغن انجیر پینے سے وفات پائی۔ بعض کا گمان ہے کہ حکومت نے خفیہ طور پر زہر سے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ جب وفات مقداد کی خبر حضرت عثمان کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اظہار افسوس کیا اور حضرت مقداد کی تعریفیں کرنے لگے۔ اس پر زبیر بن عوام سے نہ رہا گیا اور یہ شعر کہا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں تم کو اس حالت میں پاؤں گا کہ مرنے پر میرے محاسن بیان کرو گے حالانکہ جیتے جی مجھے توشہ تک نہ دیا" (طبقات ابن سعد حصہ سوم ص 317)

بدل دے بدل دے خیال زیوں کو

مٹادے مٹادے ملال دروں کو

دکھادے دکھادے بہار سکوں کو

الٹ دے الٹ دے نظام جنوں کو

ہے مقدار تو رہبر انقلابی  
ہر اک دور کامحور انقلابی  
(احسان امروہوی)

\*\*\*\*\*